رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے براہِ راست استفادہ تو ممکن نہیں، اس لیے ہمیں ہر معاملے میں آپؐ کی ہدایات ملحوظ رکھنی چاہئیں اور انہی ہدایات کی روشنی میں تدبیری امور انجام دینے چاہئیں۔

ہم نے سنت کی حقیقت کے متعلق جو گفتگو کی ہے وہ اسی اعتبار سے ہے کہ تدبیری امور کا فیصلہ نہ کر سکنے کی بناء پر انسان دین و دنیا کے امور میں بنیادی طور پر سنت کا لحاظ رکھے تاکہ کسی چیز کا دنیاوی امر ہونا بھی اسے سنت ہی سے حاصل ہو۔ اس طرح سنت انسان کی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ تابیر نخل والے معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب تک خود یہ واضح نہیں فرمادیا کہ معاشی تجربے سے آپ لوگ زیادہ واقف بھی ہو سکتے ہیں، اس وقت تک صحابہؓ نے آپؐ کے "تابیر نخل" کے سلسلے میں مشورے کی بھی خلاف ورزی نہیں کی۔ لہٰذا تدبیر کی آزادی کا اختیار بھی ان اصولوں، ضابطوں اور قدروں میں ہو گا، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے حاصل ہوتی ہیں، اس سلسلے میں قرآنِ مجید کی یہ آیت قابلِ غور ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ"!

کہ "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی بھی ——اور اگر تمہارا کسی امر میں نزاع ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔"

جنگِ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا اگرچہ تدبیری امر تھا اس لیے آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور بعض صحابہؓ نے آپؐ سے اختلاف بھی کیا، لیکن اسی تدبیر سے دنیا اور آخرت میں ترجیح کا سوال پیدا ہو گیا تھا (تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ!) اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ گویا تدبیری امور بھی شرعی ہدایات کے تابع رہ کر ہی انجام دیے جا سکتے ہیں!

سوال نمبر ۷:

جیسا کہ آپ نے فرمایا:

حضورؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "تم میری ہر بات لکھ لیا کرو، کہ اس زبان سے بجز حق کے اور کچھ نکل ہی نہیں سکتا"، تو پھر پیوند کاری کی ممانعت پر فصل نفع آور کیوں نہ ہوئی؟——